بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی کو ظاہر کر دیگا — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

چودھویں کا ہی چاند یہ البدر
فیض ہے یہ غلام احمد کا

اِنَّ اللّٰہَ مَا صَحِبَ ایُّھَا وَقْت مَسِیْحَۃ [illegible]

[illegible] عکس

طلع البدر علینا من ثنیّۃ الوداع
وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع

ای جہاں منتظر خوش باش کہ دل بستان
آنیج دور آخر مہدی آخر زمان

البدر

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

قیمت سالانہ [illegible]

نمبر ۱۳ | ہر ایک ماہ کی انگریزی ۱-۸-۱۶-۲۴ کو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے | جلد ۳

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا	مصطفیٰ ما را امام و پیشوا	اندریں دیں آمدہ از مادریم	ہم بریں از دار دنیا بگذریم
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست	بادۂ عرفان ما از جام اوست	آں رسولے کش محمد ہست نام	دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او باشیر شد اندر بدن	جان شد و با جاں بدر خواہد شدن	ہست او خیر الرسل خیر الانام	ہر نبوت را برو شد اختتام
ما از و نوشیم ہر آبی کہ ہست	زو شد سیراب سیرابی کہ ہست	آنچہ ما را وحی و ایمائی بود	آں نہ از خود از ہماں جائی بود
ما از و یابیم ہر نور و کمال	وصل دلدار ازل بی او محال	اقتدائی قول او در جان ماست	ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک و از خبرہائی معاد	ہرچہ گفت آں مرسل رب العباد	آخرا از حضرت احدیت است	منکر آں مستحق لعنت است
معجزات و ہرچہ حق اندر وراست	منکر آں مورد لعن خداست	معجزات انبیاء و سابقین	آنچہ در قرآں بیانش بایقین
سیم ہمہ از جان و دل ایمان ماست	ہر کہ انکاری کند از اشقیاست	یکقدم دوری ازاں روشن کتاب	نزد ما کفر است و خسران و تباب

وہ الفاظ جنہیں حضرت اقدس بیعت کرتے ہیں۔ ہاتھ میں ہاتھ دیکر آپ فرماتے جاتے ہیں اور طالب بیعت دہراتا جاتا ہے۔

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ ۳ بار۔ آج میں احمد کے ہاتھ پر اُن تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جنمیں میں گرفتار تھا اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہوں سے بچتا رہونگا اور **دین کو دنیا پر مقدم** رکھونگا۔ **استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ** ۔ (۳ بار) **رب انی ظلمت نفسی و اعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت** اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں ✦

پھر اسکے بعد آپ معہ حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اسکے متعلقین کے لئے دعا کرتے ہیں۔

دس شرائط بیعت

اوّل بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا۔ **دوم** یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت اُنکا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ **سوم** یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اسکی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا۔ **چہارم** یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ **پنجم** یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کیلئے اسکی راہ میں تیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیریگا بلکہ آگے قدم بڑھائیگا۔ **ششم** یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کریگا اور **قال اللہ** اور **قال الرسول** کو اپنے ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔ **ہفتم** یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔ **ہشتم** یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا۔ **نہم** یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا۔ **دہم** یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اسکی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

نوٹ بیعت کا اشتہار حضرت امام الزمان نے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو دیا تھا۔ دسمبر ۱۸۸۸ء تک اشتہار لکھا گیا ہے۔ جبکہ [illegible] معہ [illegible] سالانہ اس جہار دہم سالگرہ کی یادگار میں ہم آپکی فتح و نصرت کا زمانہ [illegible] غلام محمد

www.aaiil.org

حضرت مسیح موعود کا نزول لاہور مین

باعث تقریب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس تقریب سے کہ مقدمات کی پیشی کے لئے چونکہ بار بار گورداسپور جانا پڑتا ہے۔ اور اس طرح آئے دن بار کاب رہنے اور پھر خصوصاً بارش کا موسم ہونے سے سفر کے مصائب اور تکلیفات بہت درجہ بڑھ جاتی ہین۔ یہ تجویز فرمایا تھا۔ کہ جب تک مقدمات کا فیصلہ نہین ہوتا۔ معہ اہل بیت کے گورداسپور مین ہی قیام کیا جاوے۔ ۱۸ تاریخ کو مقدمہ کی پیشی تھی۔ اوسدن کے بعد عدالت نے ۵ ستمبر کا دن سماعت مقدمہ کے لیے تجویز کیا۔ چونکہ یہ ایک لمبا وقفہ تھا۔ اس لئے خدا معلوم کون سے ایسے محرکات پیدا ہوئے۔ جنکی وجہ سے اس مجسم رحم اور کرم انسان نے ارادہ کیا۔ کہ لاہور چلکر تشنگان آب ہدایت کو پند و نصایح کا جام پلایا جاوے۔ اور خواب غفلت مین مدہوش سونے والون کو بیدار کر کے اس شاہی خطاب سے باخبر کیا جاوے۔ جو کہ طاعون کے رنگ مین ظاہر ہو رہا ہے۔ اور اس حقیقی معبود اور مسجود کی یاد دلائی جاوے۔ جس کو فانی لذات کی عارضی حلاوت کی وجہ سے لوگ فراموش کر بیٹھے ہین۔ میرا اپنا یہ خیال ہے کہ سال گذشتہ کے آخری حصہ مین چونکہ حضرت مسیح موعود نے الہامی سے تجویز فرمایا تھا۔ کہ پنجاب کے بڑے بڑے امصار مین سفر کر کے وہان منہاج نبوۃ پر بذریعہ تقریرون کے تبلیغ اور اتمام حجۃ کی سنت کو پورا کیا جاوے۔ اور چونکہ ان مقامات کے لاہور بھی دار السلطنت پنجاب ہونیکی وجہ سے ایک اعلیٰ درجہ کا ممتاز شہر تھا۔ اس لئے آپ کے اس ارادہ کو پورا کرنے کے لئے یہ تقریب پیدا ہو گئی

روانگی منزل مقصود آپ ۲۰ اگست ۱۹۰۴ء کو سب سے اول ٹرین میں گورداسپور سے معہ اہل بیت روانہ ہوئے۔ بٹالہ اور امرتسر وغیرہ سے بعض اصحاب نے معیت اختیار کی۔ امرتسر کے سٹیشن پر وہان کی احمدی جماعت اور ایک کثیر گروہ دوسرے معززین کا حضور کی زیارت اور ملاقات سے مشرف ہونے کو موجود تھا۔ قریب دو گھنٹہ کے ٹرین وہان ٹھہری۔ جبکہ لوگ جا جا کر مصافحہ اور ملاقات کرتے رہے۔ دو بجے سے پیشتر لاہور کے سٹیشن پر پہنچے۔ دور سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا کل پلیٹ فارم آدمیون سے پُر ہے۔ اور پاؤن رکھنے کو جگہ نہین۔ احمدی جماعت کے علاوہ سٹیشن کا عملہ جسمین انگریز اور ہندو اور مسلمان وغیرہ اور دیگر معززین و عوام الناس لاہور جو کہ زیارۃ کے مشتاق تھے۔ پلیٹ فارم پر موجود تھے۔ سب سے اول مستورات کو گاڑیون پر سوار کر کے زیر اہتمام حکیم نور محمد صاحب احمدی پروپرائٹر کارخانہ ہمدم صحت لاہور قیام گاہ پر پہنچا دیا گیا۔ اسکے بعد خود حضرت مسیح موعود اور آپکے دیگر اصحاب کبار گاڑیون مین سوار ہوئے۔ آپکی گاڑی بہت آہستہ آہستہ قدم بہ قدم اس لئے چلتی تھی۔ کہ تا کہ ان لوگون کو جو کہ حسن عقیدت اور محبت کی وجہ سے پا پیادہ ہمراہ آ رہے ہین۔ تکلیف نہ ہو ٭

جائے قیام حضور کے قیام کے لئے اس دفعہ میان معراج الدین عمر احمدی رئیس و ٹھیکدار لاہور ([illegible]) کا ایوان تجویز ہوا تھا۔ جو کہ حال ہی مین دہلی دروازہ کے باہر تعمیر ہوا ہے۔ لیکن چونکہ مطلق یہ عمارت کل مہمانون کی آسایش کے لئے کافی نہ تھی۔ اس لئے میان چراغ الدین صاحب احمدی رئیس لاہور کا ایوان مسمّٰی مبارک منزل اور آپکی دیگر وسیع عمارات کا ایک بڑا حصہ بھی مہمانداری کے لئے آراستہ کیا گیا تھا۔ یہ مبارک منزل وہ ایوان ہے۔ جہان حضرت مسیح نے سفر جہلم کیوقت قیام فرمایا تھا۔ اور اس خوشی کی تقریب پر مالکان مکان نے اس کا یہ نام انتخاب کیا تھا۔

سفر جہلم کے واقعات قلمبند کرتے ہوئے ہم نے یہ لکھا تھا۔ کہ اس موقعہ پر جو دعوت لاہور مین حضرت اقدس اور آپکی جماعت کو دیگئی تھی۔ وہ جماعت لاہور کیطرف سے تھی۔ یہ ہماری غلطی تھی۔ ہمیں پیچھے معلوم ہوا۔ کہ اس کا کل اہتمام صرف میان چراغ الدین کیطرف سے تھا

یہ ہر دو عمارات جن کو حضرت مسیح موعود کے فرود گاہ ہونے کا فخر حاصل ہوا ہے۔ ریلوے سٹیشن کے قریب دہلی دروازہ کے باہر شاہ محمد غوث صاحب کی مزار کے قریب واقع ہین۔ اور انکے تعمیر ہو جانے سے احمدی مسافرون کی وہ تکلیفات جو کہ لاہور مین عارضی قیام یا آمد و رفت کی وجہ سے پیش آتی تھین۔ یک قلم رفع ہو گیئن ہین چونکہ میان چراغ الدین صاحب کی عمارت پہلے سے تعمیر شدہ ہے۔ اس لئے وہ ابنائے سبیل کیلئے منون سے خیر کثیر حاصل کرنیمیں سبقت لیگئی ہوئی ہے۔

سفر مین اہل بیت کی ہمراہی بعض کم ظرف اور تنگ خیال کے لوگون نے اس امر پر اعتراض کیے۔ کہ سفر مین بھی عورتون کے جھگڑے کے سوا ان سے رہا نہ گیا۔ یہ انکی نادانی ہے۔ جن لوگون نے چشمۂ نبوت کے آب حیات سے کوئی جرعہ نوش کیا ہے۔ وہ خوب جانتے ہین۔ کہ سرور انبیاء اور اُمت محمدیہ کے ابو الانبیاء آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی دستور تھا۔ کہ ایسے موقعہ پر اہل بیت کو ہمیشہ ہمراہ رکھتے چنانچہ اسی اتباع مین آپکے خدام والاشان مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر بی۔ اے مرزا خدا بخش صاحب اور دیگر اصحاب کے اہل بیت بھی ہمراہ تھے۔ اور جب حکیم نور الدین صاحب و مولانا عبد الکریم صاحب اور عالی جناب نواب محمد علی خان صاحب کے نام حضرت کا فرمان لاہور آنے کے لئے پہونچا۔ تو اُسی سنت نبوی کے اتباع مین سر سہ اصحاب معہ اہل بیت کے رونق افروز لاہور ہوئے ہمیں یہ دیکھکر بہت خوشی ہوئی کہ سیالکوٹ سابق بالخیر جماعت نے بھی اس سفر مین اسی سنت پر عمل درآمد کیا ٭ (باقیست)

احمدی ڈرافسمینون سے ضروری التماس

نمبر ۲۲ سے البدر مین ایک خاص نقشہ ٹائٹل پیج کا دیا جا رہا ہے۔ محض قیاسی طور پر یہ بدر میدان کا خاکہ ہے اگرچہ اسے بعض اصحاب نے پسند فرما کر تاکید کی ہے۔ کہ اسے نہ بدلا جاوے۔ لیکن چونکہ اسکی تیاری کیلئے ایک نقشہ نویس کاتب کیضرورت ہے۔ جس کا ملنا محال ہے۔ اس لئے میری رائے ہے۔ کہ ایک خوش نما اور دل پسند ایسا نظارہ تیار کیا جاوے۔ جس کو علاوہ اپنی خوش نظری کے کاتب کیلئے طیار کرنا بھی آسان ہو۔ اور وہ البدر کے مفہوم کو بھی ادا کرتا ہو۔ اگر میرے مہربان ڈرافسمین توجہ فرماوین۔ تو ایسی نقشہ کا طیار ہونا کوئی مشکل امر نہیں ہے پہلے صرف پنسل سے ڈیزائن کر کے خاکسار کو نقشہ ارسال کیا جاوے۔ پھر جو پسند ہوگا۔ سطر چھپوائی جاویگی۔ جس پر کاتب قلم پھیر کر تیار کر لیا کرے گا ٭

۳ ستمبر ۱۹۰۴ء کو لاہور مین حضرت داتا گنج بخش صاحب قدس سرہٗ کی خانقاہ کے پاس ایک لکچر گاہ تھی اور جو ایسے کامون کے لئے واقعی موزون جگہ تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لکچر "اسلام اور اس ملک کے دوسرے مذاہب" پر پڑھا گیا۔ خود حضرت اقدس بھی موجود تھے۔ مگر لکچر مولوی عبد الکریم صاحب کو پڑھنا پڑا۔ اور اسکے بعد خود حضرت نے ایک تقریر کی۔ جسے ہم دوسری جگہ درج کرین گے۔ دس بارہ ہزار کے قریب مخلوق جسمین ذی علم صاحب اثر اور وجاہت اشخاص سوائے عیسائیون کے جو النادر کالمعدوم تعداد مین تھے موجود تھے۔ الحمد للہ کہ ناظرین نے بڑے امن اور چین سے اس لکچر کو سنا جہان تک ہمارا خیال ہے اس تبلیغ اور اتمام حجت نے لاہور کی خاص پبلک کی رائے کو حضرت مسیح کے بارے مین بدل دیا ہے۔ مفصل کیفیت اور خلاصہ لکچر انشاء اللہ دوسرے موقع پر درج کرین گے ٭

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

... اگست ۱۹۰۴ء قادیان

شام کی نماز کے بعد چند ایک احباب نے بیعت کی۔ انمین ایک صاحب ایسے تھے جو کہ اپنے زمانہ جہالت مین حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام کو سخت الفاظ سے یاد کرتے اور بہت ہی برا بھلا کہتے تھے۔ وہ اپنی ان خطاؤن کی معافی حضرۃ اقدس علیہ السلام سے طلب کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ توبہ کے بعد اللہ تعالے سب گناہ بخشدیتا ہے۔ اس اثنا مین اس تائب کا دل اپنے گناہون کو یاد کرکے بھر آیا۔ اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگ گیا۔ روتا جاتا تھا۔ اور گناہونکی مغفرۃ کی دعا بھی کرتا جاتا تھا۔ اُسکی اس حالت کو جناب حکیم نورالدین صاحب نے دیکھ کر عرض کی۔ کہ ایسے ہی مذنب ہین۔ جنکو گناہ خدا بخشدیتا ہے۔ اس پر سلسلہ کلام چل پڑا۔ اور حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ذیل کی تقریر شروع کی۔

فرقہ ملامتی

فرمایا۔ کہ ذنوبی آدمی کو اسی قرب کے لئے بخشتے ہین۔ بشرطیکہ ساتھ توبہ اور استغفار بھی ہو۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اللہ تعالی نے خطا اور ضعف بشریت میں انبیاء کو بھی شریک کر دیا ہے۔ تاکہ قرب الٰہی کے مراتب مین وہ ترقی کر سکین۔

فرقہ ملامتی۔ کو مین پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ خدا کے ...... مقابلہ پر غیر کے وجود کو بڑا خیال کرتے ہین اور اپنے اعمال صالحہ کو پوشیدہ رکھکر مخلوق کی نظرون مین متہم (جائے تہمت) ہونا چاہتے ہین۔ یہ انکی غلطی ہے۔ دوسرے وجود کو تو ہ شئے خیال کرنا چاہیئے ۔

فرقہ

یہ ایک فرقہ ہے۔ جو کہ قال اللہ اور قال الرسول کا قائل ہوتا ہے۔ مگر لوگونکی نظرون مین عمداً حقیر اور ذلیل بننے کیلئے فاسقانہ حرکات کرتا ہے۔ اور خیال یہ ہوتا ہے۔ کہ مین نفس کو مارتا ہون۔

⁂

اور کسی کے ضرر اور نفع پر نظر ہرگز نہ رکھنی چاہیئے۔ نہ کسی کی مدح سے پھولے اور دل مین خوش ہو۔ اور نہ کسی کی ذم سے رنجیدہ خاطر ہو۔ سچے موحد وہی ہوتے ہین۔ جو خدا کے سوا کسی دوسرے کے وجود کو کوئی شئے خیال نہیں کرتے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ فرقہ ملامتی اس توحید سے گرا ہوا ہے۔ خدا تعالے نے مومنون کی صفت فرمائی ہے۔ لا یخافون لومۃ لائم۔ کہ وہ کسی ملامت کرنے والی کی ملامت سے نہیں خوف کھاتے۔ اور صرف اپنے مولا کی رضامندی کو مقدم رکھتے ہین۔

مومن ایک لاپرواہ انسان ہوتا ہے۔ اُسے صرف خدا کی رضامندی کی حاجت ہوتی ہے۔ اور اُسی کی اطاعت کو وہ ہر دم مدنظر رکھتا ہے۔ کیونکہ جب اُس کا معاملہ خدا سے ہے۔ تو پھر اُسے کسی کی ضرر اور نفع کا کیا خوف ہے۔

جب انسان خدا تعالے کے بالمقابل کسی دوسرے کے وجود کو دخل دیتا ہے۔ تو ریا اور عجب وغیرہ معاصی مین مبتلا ہوتا ہے۔ یاد رکھو۔ کہ یہ دخل وہی ایک زہر ہے۔ اور کلمہ لا الہ الا اللہ کے اول جزو لا الہ مین اسکی بھی نفی ہے۔ کیونکہ جب انسان کسی انسان کی خاطر خدا کے ایک حکم کی بجا آوری سے قاصر رہتا ہے۔ تو آخر اُسے خدا کی کسی صفت مین شریک کرتا ہے۔ تبھی تو قاصر رہتا ہے۔ اس لئے لا الہ کہتے وقت اس قسم کے معبودون کی بھی نفی کرتا ہے۔ صوفیون نے اس قسم کے ملامتی لوگون کے بہت سے قصے لکھے ہین۔ امام غزالی (علیہ الرحمۃ) نے بھی لکھا ہے۔ کہ آج کل کے فقرا اور ریاکار ہوتے ہین۔ تن کی آسانی کو مدنظر رکھکر موٹے جھوٹے کپڑے تو پہنتے نہیں۔ اس لئے باریک کپڑون کو گیرو یا سبز رنگ لیتے ہین۔ اور ان کے جبے پہنکر اپنے کو فقرا مشہور کرتے ہین۔ مقصود ان کا یہ ہوتا ہے۔ کہ لوگون سے ممتیز ہون۔ اور عوام الناس خصوصیت سے ان کیطرف دیکھین۔ پھر روزہ دارون کا ذکر لکھا ہے۔ کہ کوئی روزہ دار مولوی کسی کے ہان جاوے۔ اور اُسے مقصود ہو۔ کہ اپنے روزہ کا اظہار کرے۔ تو مالک خانہ کے استفسار پر بجائے اس کے کہ سچ بولے۔ کہ مین روزہ رکھا ہوا ہے۔ اُسکی نظرون مین بڑا نفس کش ثابت کرنے کے لئے جواب دیا کرتے ہین۔ کہ مجھے عذر ہے۔ غرضیکہ اسطرح کے بہت سے مخفی گناہ ہوتے ہین جو اعمال کو تباہ کرتے رہتے ہین۔ امرا کو کبر اور نخوۃ لگے رہتے ہین جو کہ ان کے عملون کو کھاتے رہتے ہین۔

غریبونکی سبقت نجات مین

اس لئے بعض غریب آدمی جنکو اس قسم کے خیالات نہین ہوتے۔ وہ سبقت لیجاتے ہین۔ غرضیکہ ریا وغیرہ کی مثال ایک چوہے کی ہے۔ جو کہ اندر ہی اندر اعمال کو کھاتا رہتا ہے۔ خدا تعالی بڑا کریم ہے۔ لیکن اس کی طرف آنے کے لئے عجز ضروری ہے۔ جس قدر انانیت اور بڑائی کا خیال اُسکے اندر ہوگا۔ خواہ وہ علم کے لحاظ سے ہو۔ خواہ ریاست کے لحاظ سے۔ خواہ مال کے لحاظ سے۔ خواہ خاندان اور حسب نسب کے لحاظ سے۔ تو اُسیقدر پیچھے رہ جاوے گا اسی لئے بعض کتابون مین لکھا ہے۔ کہ سادات مین سے اولیا کم ہوئے ہین۔ کیونکہ خاندانی تکبر کا خیال انمین پیدا ہو جاتا ہے۔ قرون اولے کے بعد جب یہ خیال پیدا ہوا۔ تو وہی لوگ رہ گئے۔

اس قسم کے حجاب انسان کو بے نصیب اور محروم کر دیتے ہین۔ بہت ہی کم ہین۔ جو ان سے نجات پاتے ہین۔ امارت اور دولت بھی ایک حجاب ہوتا ہے۔ امیر آدمی کو کوئی غریب غریب اور ادنے آدمی سلام علیکم کہے تو اُسے مخاطب کرنا۔ اور وعلیکم السلام کہنا اوسکو عار معلوم ہوتا ہے۔ اور خیال گذرتا ہے۔ کہ یہ حقیر اور ذلیل آدمی کب اس قابل ہے۔ کہ ہمیں مخاطب کرے۔ اسی لئے حدیث مین آیا ہے۔ کہ غریب امیرون سے پانسو سال پیشتر جنت مین جاوین گے۔ ہمین معلوم نہیں۔ کہ اس حدیث کے معانی کیا ہین۔ لیکن ہم ان الفاظ پر ایمان لاتے ہین اس کا ایک باعث یہ بھی ہے۔ کہ غریبون کا تزکیہ نفس قضا وقدر نے خود ہی کیا ہوتا ہے۔

حصول فضل کے دو راہ

یاد رکھو۔ کہ خدا کے فضل کے حاصل کرنے کے دو راہ ہین۔ ایک تو زہد نفس کشی اور مجاہدات کا ہے۔ اور دوسرا قضا وقدر کا۔ لیکن مجاہدات سے اس راہ کا طے کرنا بہت مشکل ہے۔ کیونکہ اس مین انسان کو اپنے ہاتھ سے اپنے بدن کو مجروح اور خستہ کرنا پڑتا ہے عام طبائع بہت کم اس پر قادر ہوتی ہین۔ کہ وہ دیدہ ودانستہ تکلیف جھیلین۔ لیکن قضا وقدر کیطرف سے جو واقعات اور حادثات انسان پر آکر پڑتے ہین۔ وہ ناگہانی ہوتے ہین۔ اور جب آپڑتے ہین۔ تو پھر درویش بر جان درویش ان کو برداشت کرنا ہی پڑتا ہے۔ جو کہ اس کے تزکیہ نفس کا باعث ہو جاتا ہے۔ جیسے شہدا کو دیکھو۔ کہ جنگ کے بیچ مین لڑتے لڑتے جب مارے جاتے ہین۔ تو خدا کے نزدیک کس قدر اجر کے مستحق ہوتے ہین۔ یہ درجات قرب بھی اُن کو قضا وقدر سے ہی ملتے ہین۔ ورنہ اگر تنہائی مین ان کو اپنی گردنیں کاٹنی پڑین۔ تو شاید بہت تھوڑے ایسے نکلیں۔ جو

شہید ہون۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ غربا کو بشارت دیتا ہے ولنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات و بشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ۔ قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ اس کا یہی مطلب ہے۔ کہ قضاء وقدر کی طرف سے ان کو ہر ایک قسم کے نقصان پونہچتے ہین۔ اور پھر وہ جو صبر کرتے ہین۔ تو خدا تعالیٰ کی عنائتیں اور رحمتیں اُنکے شامل حال ہوتی ہین۔ کیونکہ تلخ زندگی کا حصہ ان کو بہت ملتا ہے۔ لیکن امراء کو یہ کہان نصیب۔ امیرون کا تو یہ حال ہے۔ کہ پنکھا چل رہا ہے۔ آرام سے بیٹھے ہین۔ خدمتگار چاء لایا ہے۔ اگر اُس مین ذرا سا قصور بھی ہے۔ خواہ میٹھا ہی کم یا زیادہ ہے۔ تو غصہ سے بھر جاتے ہین۔ خدمت گار کو ناراض ہوتے ہین۔ بہت غصہ ہو۔ تو مارنے لگ جاتے ہین۔ حالانکہ یہ مقام شکر کا ہے۔ کہ اُن کو ہل جوتنا نہین پڑا۔ کاشتکاری کے مصائب برداشت نہیں کئے۔ چولھے کے آگے بیٹھکر آگ کے سامنے تپش کی شدت برداشت نہیں کی۔ اور پکی پکائی شے محض خدا کے فضل سے سامنے آگئی ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ خدا کے احسانون کو یاد کر کے رطب اللسان ہوتے۔ لیکن اُس کے سارے کو احسانون کو بھونکر ایک ذرا سی بات پر سارا کیا کرایا رائیگان کر دیتے ہین۔ حالانکہ جیسے وہ خدمت گار انسان ہے اور اُس سے غلطی اور بھول ہو سکتی ہے۔ ویسے ہی وہ دا بیدا بھی تو انسان ہے۔ اگر اُس خدمت گار کی جگہ خود یہ کام کرتا ہوتا۔ تو کیا یہ غلطی نہ کرتا۔ پھر اگر ماتحت آگے سے جواب دے۔ تو اسکی اور شامت آتی ہے۔ اور آقا کے دل مین رہ رہ کر جوش اٹھتا ہے۔ کہ یہ ہمارے سامنے کیون بولتا ہے۔ اور اسی لئے وہ خدمت گار کی ذلت کے درپے ہوتا ہے۔ حالانکہ اُس کا حق ہے۔ کہ وہ اپنی غلطی کی تلافی کے لئے زبان کشائی کرے۔ اسی پر مجھے ایک بات یاد آئی ہے۔ کہ سلطان محمود کی (یا ہارون رشید کی) ایک کنیز تھی۔ اس نے ایک دن بادشاہ کا بستر اجو کیا۔ تو اُسے گدگدا اور ملائم اور پھولونکی خوشبو سے بسا ہوا پاکر اسکے دل مین آیا۔ کہ مین بھی لیٹ کر دیکھون۔ تو سہی کہ اس مین کیا آرام حاصل ہوتا ہے۔ وہ لیٹی تو اُسے نیند آگئی۔ جب بادشاہ آیا۔ تو اسے سوتا پاکر ناراض ہوا۔ اور تازیانہ کی سزا دی۔ وہ کنیز روتی بھی جاتی اور ہنستی بھی جاتی۔ بادشاہ نے وجہ پوچھی۔ تو اس نے کہا۔ کہ روتی تو اس لئے ہون۔ کہ مین چند لحمہ اس پر سوئی۔ تو مجھے یہ سزا ملی۔ اور جو اس پر ہمیشہ سوتے ہین۔ ان کو خدا معلوم کس قدر عذاب بھگتنا پڑے گا۔ پس غریبون کو ہرگز بے دل نہ ہونا چاہیئے۔ اُن کا قدم آگے ہی ہے لیکن وہ کوشش کرین۔ کہ تھوڑی بہت جو کسر ہے۔ وہ نکال دیوین۔ کیونکہ بعض وقت ان لوگون سے غریبی مین ہی بڑے بڑے گناہ صادر ہو جاتے ہین۔ جب صبر نہیں کرتے خدا کو گالیان دینے لگ جاتے ہین۔ معاش کی قلت ہو۔ تو چوری۔ ڈاکہ۔ اور دوسرے جرایم شروع کر دیتے ہین ایسی حالتون مین صبر کرنا چاہیئے۔ اور خدا کی نافرمانی کیطرف ہرگز مائل نہ ہونا چاہیئے۔ غرضکہ۔ اور کہ رنق (؟) دراصل انسان کو انسان بنانے کے لئے بڑی کیمیا ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ اور قصور نہ ہون۔ جیسے مالدارون مین تکبر اور نخوت وغیرہ پیدا ہو کر اُنکے اعمال کو تباہ کر دیتے ہین۔ ویسے ہی ان مین بے صبری موجب ہلاکت ہوتی ہے۔ اگر غریب لوگ صبر سے کام لین۔ تو ان کو وہ حاصل ہو۔ جو اور لوگون کو مجاہدہ سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ خدا نے اصل مین بڑا احسان کیا ہے۔ کہ انبیاء کے ساتھ غریبی کا حصہ بھی رکھا ہے۔ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم بکریان چرایا کرتے تھے۔ موسےٰ نے بکریان چرائین۔ کیا امرا یہ کام کر سکتے ہین۔ ہرگز نہین۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک جنگل مین ہوا۔ وہان کچھ پھلدار درخت تھے۔ چند ایک صحابی جو کہ ہمراہ تھے۔ وہ ان کا پھل توڑ کر کھانے لگے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ فلان تو درخت کا پھل کھاؤ۔ بہت شیرین ہے۔ اصحاب نے پوچھا۔ کہ یا حضرۃ آپ کو کیسے علم ہے۔ فرمایا۔ کہ جب مین بکریان چرایا کرتا تھا۔ تو اس جنگل مین بھی آیا کرتا اور ان پھلون کو کھایا کرتا تھا۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے یہ تجویز نہین کیا۔ کہ انبیاء شاہی خاندان سے ہون ورنہ تکبر اور نخوۃ کا کچھ نہ کچھ حصہ ان مین ضرور رہ جاتا۔ اور پھر نبوۃ کے بھی دو حصے کر دیئے کہ ایک مصائب اور شدائد کا اور دوسرا فتح و نصرۃ کا

(چونکہ میری طبیعت بیمار تھی۔ اور رات بھی سخت اندھیری تھی۔ اس لئے اس سے آگے تقریر کا حصہ قلمبند کرنے کا مجھے یارا نہ ہوا۔ ضروری اور وہ نکات جو میری نظر مین نئے تھے۔ وہ مین نے مختصر قلمبند کئے۔ جن کو ذیل مین درج کرتا ہون:

(ایڈیٹر)

انبیاء کی زندگی کے ان دو حصون مین بھی آلہی حکمت تھی۔ ایک تو یہی تھی۔ کہ اُن کے اخلاق مین ترقی ہو۔ اور یہی بات یہی ہے۔ کہ جون جون نبوۃ کا زمانہ گذرتا ہے۔ اور واقعات اور حادثات کی صورت بدلتی جاتی ہے۔ انبیاؤن کی اخلاقی حالت بھی ترقی کرتی جاتی ہے۔ ابتدا مین ممکن ہے۔ کہ غصہ وغیرہ زیادہ ہو۔ اس لئے نبی کی زندگی کا آخری حصہ بہ نسبت پہلے کے بہ لحاظ اخلاق کے بہت ترقی یافتہ ہوتا ہے۔ اس سے یہ مراد ہرگز نہین ہے۔ کہ ابتدا مین اُن کے اخلاق عام لوگون سے ترقی یافتہ نہین ہوتے۔ بلکہ یہ مراد ہے کہ اپنے دائرہ نبوۃ مین وہ آخری حصہ عمر مین بہت مؤدب ہوتے ہین۔ ورنہ ان کی ابتدائی زندگی کا حصہ بھی اخلاق مین۔ تو کل لوگون سے اعلےٰ درجہ کا ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ نبی اگر شدائد اور کل مصائب سے امن مین رہے۔ تو ان کی صبر کی قوت کا پتہ لوگون کو کیسے معلوم ہو۔ پھر بہت سے اخلاق فاضلہ اس قسم کے ہین۔ کہ وہ صرف تنہ دل مصائب پر ہی حاصل ہوتے ہین۔ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا تعالےٰ کا بڑا فضل واحسان تھا۔ کہ آپ کو دونو موقعہ عطا کئے۔ ہر ایک نبی کا یہ کام نہین۔ کہ وہ ہر ایک رتبہ کے لوگون کو ایک کامل نمونہ اخلاق کا پیش کر سکے۔ فقیر۔ غریب اور امیر وغیرہ ہر ایک اس کے چشمہ سے سادی سیراب ہوتا۔ یہ صرف آنحضرۃ کی ہی ذات سے ہے۔ جس نے کل ضرورتون کو پورا کر کے دکھا دیا ہے۔

فرقہ چکڑالوی نے بھی یہان ہی ٹھوکر کھائی ہے اُس نے یہ نہیں سمجھا۔ کہ بغیر نمونہ کے دوسرا انسان تو اتباع کیسے پوری کر سکتا ہے۔ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی۔ کہکر آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک طبقہ کے انسان کو مخاطب کیا ہے۔ کہ ہر تو ایک قسم کا سبق مجھ سے لو۔ اور ظاہر ہے۔ کہ تو جب تک ایک اسوہ سامنے نہ ہو۔ انسان عمل در آمد قاصر رہتا ہے۔ ہر ایک قسم کے کمال کے حصول کے لئے نمونہ کی ضرورت ہے۔ انسانی طبایع اسی قسم کی واقع ہوئی ہین۔ کہ وہ صرف قول سے مؤثر نہین ہوتیں۔ جب تک اس کے ساتھ فعل نہ ہو۔ اگر صرف قول ہو۔ تو صدہا اعتراض لوگ کرتے ہین۔ دین کی باتون کو سن کر کہا کرتے ہین۔ کہ یہ سب باتین کہنے کی ہین۔ کون اُن کو بجا لا سکتا ہے۔ یونہی بنا چھوڑی ہین۔ اور ان اعتراضون کا رد نہیں ہو سکتا۔ جب تک ایک انسان عمل کر کے دکھانے والا نہ ہو (آخر چکڑالوی بھی تو ایک عملی نمونہ پیش کرتا ہے۔ کہ اس طرح کرو۔ پس اگر وہ نمونہ پیش کر سکتا ہے۔ اور وہ قابل عمل قرار دیا جا سکتا ہے۔ تو کیا وجہ جبپر قرآن نازل ہوا اور وہ اسکا کامل متبع گذرا ہے۔ اُس کا نمونہ مکمل نہ مانا جاوے)

(ایڈیٹر)

حضرت مسیح موعودؑ کی ایک تقریر کا خلاصہ

گذشتہ اشاعت سے آگے

اسی طرح ہماری کتب کے مطابق یہی بعثت مسیح کا یہی زمانہ ہے۔ حجج الکرامہ والے نے لکھا ہے۔ کہ کل اہل کشوف اسی طرف گئے ہیں۔ کہ مسیح کی آمد ثانی کے لئے چودھویں صدی مقرر ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی اسی زمانہ کے لئے اسے چراغ الدین کہا ہے۔ غرضیکہ ہر ایک بزرگ نے جو زمانہ مقرر کیا ہے وہ چودھویں صدی سے آگے نہیں گیا۔ اگرچہ ان میں کچھ اختلاف ہے۔ چودھویں صدی میں لطیف اشارہ اس طرف تھا۔ کہ دین اسلام چودھویں رات کے چاند کی طرح اس زمانہ میں چمک اٹھیگا۔ جس طرح چاند کا کمال چودھویں رات کو ہوتا ہے۔ اسی طرح اسلام کا کمال کل دنیا میں چودھویں صدی میں ظاہر ہوگا۔

تیرھویں صدی کی تاریکی ان لوگوں میں ضرب المثل ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ اس صدی کے علاوہ سے بچے ہوؤں نے بھی نجات مانگی تھی۔ یہ لوگ چودھویں صدی کے منتظر تھے۔ لیکن جب صدی آگئی۔ تو اپنی بدبختی کے باعث انکار کر گئے۔ اسی طرح قرآن میں ذکر ہے ؎

ولما جاءھم کتب من عند اللہ مصدق لما معھم وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ

اہل کتاب منتظر تھے۔ کہ پیغمبر کے آنے پر وہ اس کیساتھ ملکر کفار سے جنگ کریں گے۔ لیکن جب پیغمبر آیا۔ تو انکار پر آمادہ ہو گئے۔

عقل کے نزدیک بھی زمانہ مسیح کا یہی معلوم ہوتا ہے۔ اسلام اسقدر کمزور ہو گیا ہے۔ کہ ایک وقت وہ ایک شخص کے مرتد ہو جانے پر اس میں شور پڑ جاتا تھا۔ لیکن اب لاکھوں مرتد ہو گئے۔ رات دن مخالفت اسلام میں کتب تصنیف ہو رہی ہیں۔ اسلام کی بیخکنی کیواسطے طرح طرح کی تجاویز ہو رہی ہیں۔ عقل پسند نہیں کرتی۔ کہ جس خدا نے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ کا وعدہ دیا ہے۔ وہ اسوقت اسلام کی حفاظت نہ کرے۔ اور خاموش رہے

یہ زمانہ کس قسم کی مصیبت کا اسلام پر ہے۔ کہ شرفا کی اولاد دشمن اسلام ہو کر گرجاؤں میں چلے گئے۔ اور کھلے طور پر رسول اکرم کی توہین ہو رہی ہے۔ ہر ایک قسم کی گالی اور سب و شتم میں ان کو یاد کیا جاتا ہے۔ ان تمام امور کو بہیئت مجموعی اگر دیکھا جائے۔ تو عقل کہتی ہے۔ کہ یہی وقت خدا کی تائید کا ہے۔ اور میں تم کو سچ کہتا ہوں۔ کہ اگر یہ سلسلہ قایم نہ ہوتا۔ تو اسلام برباد ہو چکا تھا۔ سو خدا کے وجود کا یہ بھی ایک نشان ہے۔ کہ عین ضرورت کیوقت خدا تعالےٰ نے اس سلسلہ کو قایم کیا۔ اور عین مصیبت کیوقت اسلام کو سنبھالا۔ تائیدات سماوی ہی اگر دیکھی جاویں۔ تو یہاں ہی ایک بڑا خزانہ ہے۔ خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے ہزارہا نشان میرے ہاتھ پر ظاہر کئے۔ اگر میں ان تمام نشانوں کو جمع کروں۔ جو ہر روز میں اور میرے ساتھ رہنے والے دیکھتے ہیں۔ تو ان کی تعداد لاکھ کے قریب ہو جاتی ہے۔ قطع نظر اس کے مثلاً براہین احمدیہ کے بعض الہامات کو دیکھا جاوے۔ چوبیس برس ہوئے کہ یہ کتاب تصنیف ہوئی۔ جو اس وقت مکہ۔ مدینہ۔ مصر۔ بخارا۔ لنڈن اور ایسا ہی ہندوستان کے ہر ایک حصہ میں پہنچ گئی۔ کئی ایک پادریوں اور دیگر مخالفین اسلام کے گھروں میں پہنچ گئی۔ اب اس کتاب میں مثلاً لکھا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کیطرف سے مجھے ارشاد ہے۔ کہ اس وقت تو اکیلا ہے۔ اور تیرے ساتھ کوئی نہیں۔ لیکن ایک وقت آویگا۔ کہ لوگ تیرے پاس دور دور سے آوینگے۔ (یاتون من کل فج عمیق) تو لوگوں میں پہچانا جاویگا۔ اور تیری شہرت پھیلاویگی۔ تیری امداد اور تائید کو دور دور سے لوگ آوینگے۔ پھر کہا کہ لوگ کثرت سے آوینگے۔ اور تو ان سے نرمی اور اخلاق سے پیش آنا۔ ان کی ملاقات سے مت گھبرانا (ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس) پھر آخر کار فرمایا۔ (اذا جاء نصر اللہ والفتح وانتھی امر الزمان الینا۔ الیس ھذا بالحق) یعنے جب خدا کی فتح اور نصرت آویگی۔ اور زمانہ کا امر ہماری طرف منتہی ہوگا۔ تو اس وقت کہا جاویگا۔ کہ کیا یہ سلسلہ حق نہیں۔ اب لاہور اور امرتسر کے لوگ اور ایسا ہی پنجاب کے لوگ اس بات سے واقف ہیں۔ کہ براہین کی اشاعت کیوقت مجھے کوئی جانتا نہیں تھا۔ حتے کہ قادیان میں بہت کم لوگ ہوں گے۔ جو مجھے پہچانتے ہوں گے پھر یہ امور کس طرح پورے ہو رہے ہیں۔

اگرچہ یہ پیشگوئیاں بدرجہ اتم ابھی پوری نہیں ہوئیں لیکن جس قدر ان الہامات کا ظہور ہو رہا ہے۔ وہ طالب حق کے لئے کافی ہے۔ اب کیا یہ میری بناوٹ ہے کہ ایک انسان آج سے چوبیس سال پہلے آج کل کے واقعات کا نقشہ کھینچ سکتا ہے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ ہزارہا مخلوق... کا مرجع ہوگا۔ خصوصاً جبکہ ایک مدت تک ان امور کا ظہور نہ ہوا۔ جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ امور کسی فراست کا نتیجہ نہیں ہو سکتے ان امور کو دیکھ کر میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ جسقدر نشانات خدا تعالےٰ نے میری تائید میں ظاہر کئے۔ وہ اپنی تعداد اور شوکت میں ایسے ہیں۔ کہ بجز حضرۃ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کل انبیاء و مرسلین سے ایسے ثابت نہیں ہوئے۔ لیکن اس میں میرا کیا فخر ہے۔ یہ سب کچھ تو اس پاک نبی کی فضیلت ہے جس کی امت میں ہونے کا مجھے فخر حاصل ہے۔ پھر میں کہتا ہوں۔ کہ آج کل کے پیرزادوں اور سجادہ نشینوں کو آزما لو۔ کسی پادری یا کسی مذہب کے سرگروہ کو میرے مقابل میں لاؤ۔ خدا تعالیٰ نشان نمائی میں بالضرور اس کو میرے مقابل شرمندہ اور ذلیل کریگا۔ یہاں تو نشانوں کا دریا بہ رہا ہے۔ میرے دوست اس الہام سے خوب واقف ہیں۔ جو دس بارہ سال ہوئے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ انی مھین من اراد اھانتک وانی معین من اراد اعانتک اس ایک الہام کو کس قدر مواقع اور محل پر میرے دوستوں نے پورے ہوتے دیکھا۔ کس طرح لوگوں نے میری اہانت اور تذلیل کے لئے بیڑے اٹھائے اور کس طرح وہ خود ہی ذلیل اور خوار ہو گئے اس کی ایک مثال نہیں۔ بلکہ کئی ایک مثالیں ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے۔ کہ ان نشانات کو دیکھکر بھی لوگ ابھی گمراہ ہیں۔ سو بات یہ ہے۔ کہ دنیا میں ہمیشہ سے دو گروہ چلے آتے ہیں۔ ایک سعید۔ دوسرا شقی۔ ابوجہل نے ہزاروں نشان دیکھے لیکن وہ کافر ہی رہا۔ سو اس صورۃ میں مومن کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ دعا میں لگ جاوے۔

آپ نے جو آج مجھ سے بیعت کی ہے یہ تخم ریزی کیطرح ہے۔ چاہئے کہ آپ اکثر مجھ سے ملاقات کریں۔ اور اس تعلق کو مضبوط کریں جو آج قایم ہوا ہے۔ جس شاخ کا تعلق درخت سے نہیں رہتا وہ آخر کار خشک ہو کر گر جاتی ہے۔ جو شخص زندہ ایمان رکھتا ہے۔ وہ دنیا کی پرواہ نہیں رکھتا۔ دنیا ہر طرح ملجاتی ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنیوالا

ہی مبارک ہے - لیکن جو دنیا کو دین پر مقدم رکہتا ہے وہ ایک مردار کیطرح ہے - جو کبہی سچی نصرۃ کا منہ نہیں دیکہتا - یہ بیعت اُسوقت کام آسکتی ہے - جب دین کو مقدم کر لیا جاوے - اور اُس مین ترقی کرنے کی کوشش ہو - بیعت ایک بیج ہے - جو آج بویا گیا - اب اگر کوئی کسان صرف زمین مین تخم ریزی پر ہی قناعت کرے - اور پہل حاصل کرنے کا جو جو فرائض ہین - ان میں سے کوئی ادا نہ کرے - نہ زمین کو درست کرے - اور نہ آبپاشی کو - اور نہ موقعہ بے موقعہ مناسب کہاد زمین مین ڈالے - نہ کافی حفاظت کرے - تو کیا وہ کسان کسی پہل کی اُمید کر سکتا ہے - ہرگز نہیں - اُس کا کہیت بالضرور تباہ اور خراب ہوگا - کہیت اُسی کا سبزہ ہوگا - جو پورا زمیندار بنے گا - سو ایک طرح کی تخم ریزی آپ نے بہی آج کی ہے - خدا جانتا ہے - کہ کس کے مقدر مین کیا ہے - لیکن خوش قسمت وہ ہے - جو اس تخم کو محفوظ رکہے اور اپنے طور پر ترقی کے لئے دعا کرتا رہے ؛؛

مثلاً نمازون مین ایک قسم کی تبدیلی ہونی چاہیئے - مین دیکہتا ہون - کہ آج کل لوگ جس طرح نماز پڑہتے ہین - وہ محض ٹکرین مارنا ہے - ان کی نماز مین اسقدر ہی رقت اور لذت نہین ہوتی - جسقدر نماز کے بعد ہاتہ اُٹہا کر دُعا مین ظاہر کرتے ہین - کاش یہ لوگ اپنی دعائین نماز مین ہی کرتے - شاید اُن کی نمازون مین حضور اور لذت پیدا ہو جاتا - اسلئے مین حکماً آپ کو کہتا ہون - کہ سر دست آپ بالکل نماز کے بعد دعا نہ کرین - اور وہ لذت اور حضور جو دعا کے لئے رکہا ہے - دعاؤن کو نماز مین کرنے سے پیدا کرین - میرا مطلب یہ نہیں - کہ نماز کے بعد دعا کرنی منع ہے - لیکن مین چاہتا ہون - کہ جب تک نماز مین کافی لذت اور حضور پیدا نہو - نماز کے بعد دُعا کرنے مین نماز کی لذت کو مت گنواؤ -

ہان جب یہ حضور پیدا ہو جاوے - تو کوئی ہرج نہیں - سو بہتر ہے - نماز مین دعائیں اپنی زبان مین مانگو - جو طبعی جوش کسی کی مادری زبان مین ہوتا ہے وہ ہرگز غیر زبان مین پیدا نہیں ہو سکتا - سو نمازون مین قرآن اور ماثورہ دعاؤن کے بعد اپنی ضرورتون کو رنگ دُعا اپنی زبان مین خدا تعالےٰ کے آگے پیش کرو تاکہ آہستہ آہستہ تم کو حلاوت پیدا ہو جائے - سب سے عمدہ دُعا یہ ہے - کہ خدا کی رضامندی اور گناہون سے نجاۃ حاصل ہو - کیونکہ گناہون ہی سے دل سخت ہو جاتا اور انسان دنیا کا کیڑا بن جاتا ہے - ہماری دعا یہ ہونی چاہیئے - کہ خدا تعالےٰ ہم سے گناہون کو جو دل کو سخت کر دیتے ہین - دور کر دے - اور اپنی رضامندی کی راہ دکہلائے - دنیا مین مومن کی مثال اُس سوار کی ہے - کہ جو جنگل مین جا رہا ہے - اور راہ مین بسبب گرمی اور تکان سفر کے ایک درخت کے نیچے ستانے کے لئے ٹہہر جاتا ہے - لیکن ابہی گہوڑے پر سوار ہے - اور کہڑا کہڑا گہوڑے پر ہی کچہ آرام لیکر آگے اپنے سفر کو جاری رکہتا ہے - لیکن جو شخص اس جنگل مین گہر بنا لے - وہ ضرور درندون کا شکار ہوگا - مومن دنیا کو گہر نہیں بناتا - اور جو ایسا نہیں - خدا اس کی پرواہ نہیں کرتا - نہ خدا کے نزدیک دنیا کو گہر بنانیوالے کی عزت ہے خدا مومن کی عزت کرتا ہے - حدیث مین آیا ہے - کہ مومن نوافل کے ساتہ خدا کا قرب حاصل کر لیتا ہے نوافل سے مراد یہ ہے - کہ خدمت مفروضہ مین زیادتی کیجاوے - ہر ایک خیر کے کام میں دنیا کا بندہ تہوڑا سا کر کے سُست ہو جاتا ہے - لیکن مومن زیادتی کرتا ہے - نوافل صرف نماز سے ہی مختص نہین - بلکہ ہر ایک حسنات مین زیادتی کرنا نوافل ادا کرنا ہے مومن محض خدا کی خوشنودی کے لئے ان نوافل کی فکر مین لگا رہتا ہے - اُس کے دل مین ایک درد ہے - جو اُسے بے چین کرتا ہے - اور وہ دن بدن نوافل و حسنات مین ترقی کرتا جاتا ہے اور بالمقابل خدا بہی اُس کے قریب ہوتا جاتا ہے - حتیٰ کہ مومن اپنی ذات کو فنا کر کے خدا کے سلسلہ تلے آتا جاتا ہے - اس کی آنکہہ خدا کی آنکہہ - اُس کے کان خدا کے کان ہو جاتے ہین - کیونکہ وہ کسی معاملہ مین خدا کی مخالفت نہیں کرتا - ایک روایت مین یہ بہی ہے - کہ اُس کی زبان خدا کی زبان اور اُس کا ہاتہ خدا کا ہاتہ ہو جاتا ہے - پہر خدا تعالےٰ فرماتا ہے - کہ مجہے کسی بات مین اس قدر تردد نہیں ہوتا - جسقدر مومن کی جان نکالنے مین تردد ہوتا ہے - یون تو خدا کی ذات سب تردد ات سے پاک ہے - لیکن یہ فقرہ جو فرمایا تو مومن کے اکرام کے لئے فرمایا - اب دوسرے لوگ کیڑے مکوڑون کیطرح مر جاتے ہین - لیکن مومن کا معاملہ دگرگون ہے - مجہے یہ سمجہ آتی ہے - کہ جو صلحاء اور انبیاء کی زندگی آتی ہے دن طرح طرح کی بیماریون مین مبتلا رہتی ہے اور بعض وقت اُن کو خوفناک امراض لاحق ہو جاتے ہین - جیسے کہ ہمارے رسول خدا کو صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت تہی - یہ اس تردد کا اظہار ہے - جس کا اوپر ذکر ہوا ہے - گویا اللہ تعالےٰ اس سے معاملہ ایسا کرتا ہے - اور خوفناک بیماریون سے اُسے نجاۃ دیکر ظاہر کر دیتا ہے - کہ وہ اُسے معمولی انسانون کیطرح ضایع نہین کرتا - قرآن اور حدیث سے ثابت ہے - کہ مومن کی ہر ایک چیز بابرکت ہو جاتی ہے - جہان وہ بیٹہتا ہے - وہ جگہ دوسرون کے لئے موجب برکت ہوتی ہے - اس کا پس خوردہ اورون کے لئے شفا ہے - حدیث مین آیا ہے - کہ ایک گنہگار خدا تعالےٰ کے سامنے لایا جاویگا - خدا تعالیٰ اس سے پوچہیگا - کہ تو نے کوئی نیک کام کیا - وہ کہیگا - کہ نہیں - پہر خدا تعالیٰ اس کو کہیگا - کہ فلان مومن کو تو ملا تہا - وہ کہیگا - خداوندا - مین ارادتاً تو کبہی نہیں ملا - وہ خود ہی ایک دن مجہے راستہ مین ملگیا - خدا تعالےٰ اُسے بخشدیگا - پہر ایک اور موقعہ پر حدیث مین آیا ہے - خدا تعالیٰ فرشتون سے دریافت کریگا - کہ میرا ذکر کہان پر ہو رہا ہے - وہ کہین گے - کہ ایک حلقہ مومنین کا تہا - جہان دنیا کے ذکر کا نام و نشان بہی نہ تہا - البتہ ذکر الٰہی آٹہون پہر ہو رہا ہے - ان مین ایک دنیا پرست شخص تہا - اللہ تعالیٰ فرما دیگا کہ مین نے اس دنیا دار کو اس ہم نشینی کے باعث بخشدیا

انّھم قوم لا یشقیٰ جلیسھم

بعض حدیثون مین آیا ہے - کہ جہان ایک مومن امام ہو اس کے مقتدی پیش ازین کہ وہ سجدہ سے سر اُٹہاوے بخشدے جاتے ہین -

مومن وہ ہے - کہ جس کے دل مین محبت الٰہی نے عشق کے رنگ مین جڑ پکڑ لی ہو - اس نے فیصلہ کر لیا ہو - کہ وہ ہر ایک تکلیف اور ذلت مین بہی خدا کا ساتہ نہ چہوڑیگا - اب جس نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کب کسیکا کا نشتش کہتا ہے - کہ وہ ضایع ہوگا - کیا کوئی رسول ضایع ہوا - دنیا ناخون تک ان کو ضایع کرنے کی کوشش کرتی ہے - لیکن وہ ضایع نہیں ہوتے جو خدا کے لئے ذلیل ہو - وہی انجام کار عزت و جلال کا تخت نشین ہوگا - ایک ابوبکر ہی کو دیکہو - جس نے سب سے پہلے ذلت قبول کی - اور سب سے پہلے تخت نشین ہوا - اس مین کچہ شک نہیں - کہ پہلے کچہ نہ کچہ دکہ اُٹہانا پڑتا ہے - کسی نے سچ کہا ہے ؎

عشق اوّل سرکش و خونی بود
تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

عشق الٰہی بے شک اوّل سرکش و خونی ہوتا ہے تاکہ نااہل دور ہو جاوے - عاشقان خدا تکالیف

ضوابط اخبار البدر

ذیل کے ضوابط کو خریداری سے پیشتر ملاحظہ کر لینا چاہئے

(۱) **حجم** اخبار کا دراصل ۸ صفحہ ہیں۔ جنمیں ٹائیٹل درج شامل ہے۔ دو فالتو صفحہ صرف بعض اوقات کسی ضرورت پر ایزاد کئے جاتے ہیں۔

(۲) **مضامین** ۔ البدر کا خواص اور مقدم مضمون تو حضرۃ امام الزمان ...... مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات حتی الوسع ایک ہفتہ کے فاصلہ سے پونچانا ہے۔ بصورۃ نہ ہونے تقریروں وغیرہ کے آپ کی تصانیف میں سے عمدہ مضامین تبلیغ عملدرآمد اور ایزاد معرفت کے لئے یاد دہانی کی غرض سے اور نیز مکتوبات وغیرہ درج کئے جاتے ہیں اس کے بعد جماعت احمدیہ کی خبریں اور دوسرے اخلاقی مضامین تردید مذہب باطلہ اور خود البدر کی اشاعت کے متعلق تحریکات ...... اور مراسلات وغیرہ

(۳) **اوقات اشاعت** ۔ اخبار کی اشاعت کی تاریخیں اگرچہ ہر ماہ کی یکم - ۱۰ - ۱۶ - ۲۴ - ہیں - اور حتی الوسع بڑی دیانت داری سے کوشش کی جاویگی - کہ وقت پر اشاعت ہو - مگر تاہم بروقت اشاعت کی ذمہ واری کسی تعہد کے ساتھ کارخانہ اپنے ذمہ نہیں لیتا۔

(۴) **خط وکتابت** ۔ کارخانہ کے متعلق خط وکتابت خواہ کسی قسم کی ہو۔ اپنا نمبر خریداری ضرور درج کرنا چاہیئے جب تک جوابی کارڈ یا ٹکٹ ہمراہ نہ ہوگا۔ کارخانہ جواب دینے کا ذمہ وار نہیں۔

(۵) ۔ **عذر رسید اخبار** ۔ اگر ایک ہی مقام یا اُس کے گردنواح میں اخبار پونچگیا ہو۔ اور آپ کو نہ ملا ہو۔ تو تاریخ رسید سے ایک ہفتہ کے اندر کارخانہ کو اطلاع دینی چاہیئے۔ ورنہ ممکن ہے۔ کہ وہ نمبر نہ مل سکے ۔

(۶) **تبدیل پتہ** ۔ تبدیلی کیوقت چندون پیشتر کارخانہ کو اُس مقام کا پتہ دینا چاہیئے - جہاں پتہ بدلنا ہے۔ ورنہ اگر سابقہ پتہ پر اخبار گیا۔ اور آپ کو نہ ملا - تو ہم ذمہ وار نہیں۔

(۷) **چندہ سالانہ** ۔ پیشگی اگر بلاتقاضائے خود ارسال کیا جاوے ۔ پیشگی بذریعہ وی پی جس میں ایک کتاب قیمتی ا ہوگی ۔ برٹش فارن - ممالک یعنی ہندوستان سے باہر ۶ ۔ جو خریدار ۔ ایک دو ماہ بعد ادائیگی قیمت کے وعدہ پر اخبار جاری کراتے ہیں۔ اگر اُن کا چندہ بلا تقاضا اپنے وعدہ پر نہ پونچا تو ان کے نام وی پی ارسال ہوگا ؛

تفسیر القرآن بالقرآن پر بعض احباب کی رائے

برادرم جناب ایڈیٹر صاحب

ہماری جماعت کے معزز و متقدر فرد ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب نے جو تفسیر القرآن بالقرآن لکھی ہے۔ اُسکے متعلق میں ایک نہایت ضروری گذارش کرنا چاہتا ہوں جس سے میرا مقصود صرف اصلاح ہے - نہ کہ نکتہ چینی ؛

قرآن کا عربی متن نہایت ہی غلط لکھا گیا ہے۔ جسے دیکھکر طبیعت بڑی سخت مکدر ہوتی ہے قطع نظر اس سے سوائے چند اوراق کے بدخط بھی اول درجے کا ہے

ترجمہ کرنے میں جن باتوں کا وعدہ کیا گیا تھا اُن کا اکثر جگہ بالکل لحاظ نہیں کیا گیا ۔ بلکہ کہیں الفاظ تو درکنار آیات کا ترجمہ ہی چھوڑ دیا ہے - پھر ترجمے بھی تحت اللفظ نہیں بلکہ بعض مقامات پر خاص کردہ معنے اختیار کئے گئے ہیں - جن کو الفاظ سے کچھ علاقہ نہیں - کئی آیات تفسیر طلب تھیں - اور مفسر نے انکی تفسیر نہیں کی - باوجود ان نقصوں کے ہمیں اس بات کا اعتراف ہے کہ جب تک کوئی دوسری تفسیر تیار نہیں ہوتی - یہی غنیمت ہے - مگر کیا اچھا ہو اگر ڈاکٹر صاحب موصوف اس پر نظر ثانی کرکے اُسے دوبارہ خوشخط چھپوائیں - اور اصلاح طلب مقامات کی اصلاح کردیں - اور جہاں زیادہ وضاحت کی ضرورت ہو - وہاں توضیح کردیں - پھر یہ تفسیر ایک بے نظیر تفسیر ہو جاویگی - اور مفسر رحمۃ اللہ علیہ شکریہ قومی کے مستحق ہوں گے - اور عنداللہ ماجور!

اس میں احمدی جماعت کو اب ایک مترجم قرآن کی نہایت سخت ضرورت ہے - جہاں جہاں کہ جماعت ہے - وہاں ضرور صبح یا شام کو درس ہوتا ہے مگر افسوس کہ ان کو کوئی معتبر ترجمہ نہیں ملتا - جس کے ذریعے وہ قرآنی الفاظ پر پورا تدبر کرسکیں - میرے خیال میں ایک ایسا ترجمے والا قرآن مجید بہت جلد شائع ہونا چاہیئے جسے پڑھکر قرآنی مطالب سے آگاہی ہوسکے تفسیر طلب مقامات کی تفسیر بھی ہونی چاہیئے مگر نہ اسقدر لمبی کہ سفر میں ساتھ ہی نہ لے جائی جاسکے - برادرم شیخ یعقوب علی صاحب تراب کی تفسیر اس مطلب کے لئے کافی ......

نہیں - اس کی تقطیع اس کا حجم اسی قابل ہے کہ کوئی جگہ پڑی ہے اور پھر اس سے فائدہ حاصل کرنا بھی فرصت کو چاہتا ہے ؛

نیازمند نے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور عرض کیا تھا کہ قرآن مجید کے ایک ایسے ترجمہ کی ضرورت ہے - جس پر الہامی مہر لگی ہوئی ہو - کہ بس یہی ترجمہ ٹھیک ہے - اور وہ حضور فرمائیں - یا کم ازکم حضور کی نگرانی میں تیار ہونا چاہیئے - مگر وہاں سے جواب ملا - کہ ابھی وہ وقت نہیں آیا - جب اللہ تعالے چاہے گا یہ کام ہو جاویگا - یفعلون مایؤمرون آیت پڑھو - چونکہ خاکسار نے ضرورت جتلانے کے لئے یہ بھی التماس کی تھی کہ دس ہزار قرآن مجید مترجم اسی وقت احمدی جماعت لے لیگی جسکے ...... جواب میں مولوی عبدالکریم صاحب فاروق ثانی نے کیا ہی اچھا فرمایا - کہ ماموریت تاجر نہیں ہوتے - کہ اگر خریداروں کا اصرار دیکھیں تو فوراً وہ کام شروع کردیں - بلکہ ہر حال میں خداتعالے کی مرضی کے مطابق کارروائی ہوتی ہے - پبلک کا خیال ہو یا نہو میں نے سنا تھا - کہ مولانا حکیم نورالدین صاحب صدیق ثانی نے بھی ایک تفسیر لکھی ہے - مگر وہ تو عربی میں ہے اس لئے اس سے خواص ہی فایدہ اٹھائیں گے - دوسرا خدا جانے وہ کب چھپے - کیونکہ سنا جاتا ہے مولانا موصوف ہر سال اُس کی اصلاح فرماتے رہتے ہیں - یا اُس میں نئی نئی ایزادیاں ہوتی رہتی ہے - اور ایزادیاں بھی کیوں نہ ہو جبکہ امام ہمام کے فیض مسیحائی سے ہر روز عجیب عجیب معارف و حقائق کھلتے رہتے ہیں ؛

خیر ان تمام پریشان خیالات کو چھوڑ کر کے اے ایڈیٹر صاحب مکرم میرے! میں آپ سے ملتمس ہوں کیا آپ ایک مترجم حمائل کا بندوبست کرسکتے ہو یا کم ازکم ہمارے ڈاکٹر صاحب اپنی تفسیر پر نظر ثانی کرکے اُسے دوبارہ خوشخط چھپوانے کی تکلیف گوارا نہ فرمائیں گے۔ (احمدی گجراتی)

حضرت حکیم نورالدین صاحب کو بھی اس سے اتفاق رائے ہے - اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اس سے بھی پیشتر اسی قسم کی رائے اظہار کرچکے ہیں ؛ ؛ اور اسکی (ایڈیٹر)

مجھے افسوس ہے کہ لاہور سے واپس آنے پر مطبع کا کاتب بیمار ہوگیا اور اس وجہ سے مسلسل مضامین جنکی تجویز تھی رہ گیا اور مختلف مضامین جوڑ کر اخبار پورا کیا گیا ...... ایڈیٹر

عالم اخبار

—— شاہ ایران کے تیسرے بہائی جنکی عمر اب بیس سال کی ہے۔ ایران مین اپنے عمّ سے ناخوش ہوکر آستانہ علیہ پر آگئے ہین۔ اور فوج عثمانی مین کسی عالی منصب کے خواستگار ہین

—— **بکری کا دودہ** ہمارے ملک مین بکری کا دودہ بچون کو اکثر دیا جاتا ہے۔ اور بہت سے لوگ اُسے تاثیر مین سرد اور صفرا شکن اور ہضم ہونے مین گائے کے دودہ سے ہلکا سمجہہ کر کبھی کبھی استعمال کرتے ہین لیکن عام طور پر گائے اور بہینس کا دودہ مستعمل ہے۔ مزے مین یہ دونو دودہ بکری کے دودہ سے بہتر اور باعتبار غذا کے زیادہ مقوی خیال کئے جاتے ہین۔ اور یہان یہ مانی ہوئی بات ہے۔ کہ دہنیت مین بکری کا دودہ اُن سے بہت کم ہے۔ مگر حال مین ڈاکٹر دوالکر صاحب نے بذریعہ تجربہ ثابت کردکہایا ہے۔ کہ بکری کے دودہ مین غذائیت زیادہ ہے۔ انہون نے ایک نمائش مین جہان عمدہ گائین اور بکریان موجود تہین۔ دونون کے دودہ کا امتحان کیا جس کے نتائج حسب ذیل تھے ؛

	گائے	بکری
پانی	۴۰٫۸۷	۲۱٫۰۸۲
مسکہ خالص	۴۳٫۲	۳۰٫۷
پنیر	۱۲٫۳	۶۷٫۲
شیرینی	۱۲٫۵	۲۸٫۵
مواد معدنی	۹۲٫-	۳۷۰٫۱۱

ان ہندسون کی معانی اگر الفاظ مین بیان کئے جاوین تو یہ کہنا قریب قریب درست ہے۔ کہ بکری کے دودہ کو ایک گلاس مین گائے کے دودہ کے اتنے ہی بڑے گلاس سے دگنی دہنیت یا غذائیت ہے۔ اگر یہ کیفیت عام طور پر معلوم ہوجائے۔ تو میرے خیال مین بکری کے دودہ کی گائے کے دودہ سے زیادہ قدر ہونے لگے۔ اور بکریون کے رکہنے اور پالنے اور انکی نسل بڑہانے کی طرف زیادہ توجہ ہونے لگے۔ مگر صرف ایک ہی معمولی بکری کے دودہ مین نئی دریافت نہیں ہوئی۔ بلکہ ایک عجیب ہی نئی تاثیر اور بہی بیان کی جاتی ہے۔ اور وہ یہ کہ اگر کوئی ہمیشہ اُس کا استعمال کرے۔ تو اغلب ہے۔ کہ وہ ٹیوبرکلوس یعنی مرض سل سے بچا رہے ؛ (نیر اصفی)

—— **خدا پرستون کے دو گروہ**۔ دنیا مین خدا کے ماننے والون کے دو گروہ ہین۔ ایک تو وہ ہے۔ کہ خدا کو اس بیوقوف مطلق العنان پادشاہ کی مانند تصور کرتا ہے۔ جو بیٹھے بٹھائے طبیعت کے اتار چڑہاؤ کے ساتہہ طرح طرح کے احکام نافذ کرتا رہتا ہو۔ ایک شخص کو کبھی ہاتی بخشتا ہے۔ کبھی اُسی کو گدھے پر سوار کراتا ہے۔ یا تو خزانون کا منہ کہولے ہوئے رعایا کو مالا مال کر رہا ہے۔ یا دل مین یکایک جو ایک ولولہ اُٹھتا ہے۔ تو ہاتھ مین ظلم وجور کے تیر تفنگ لئے ہر سامنے آنیوالے کو نشانہ بنا رہا ہے۔ ان لوگون کے عقیدے کیمطابق تو کسی ایک واقعہ پر جو گذر رہا ہو۔ یا عنقریب ہونیوالا ہو رائے زنی کرنا یا اُسکے نشیب و فراز اور ممکن الوقوع نتائج کی جانچ پڑتال کرنا اس غرض سے کہ اپنے اغراض و مقاصد کی حفاظت مناسب طور پر ہوسکے۔ اگر گناہ کبیرہ نہین تو گمراہی ضرور ہے۔ دوسرا گروہ وہ ہے۔ جو خدا کو خالق۔ مالک۔ رازق تمام اوصاف سے موصوف سمجہتا ہے۔ جو پہلے گروہ کے نزدیک خدا کے نہین۔ مگر یہ خدا کو پل مین تولہ پل مین ماشہ نہین سمجہتا ہے۔ اس گروہ کے نزدیک خدا کا ہر کام ایسے مستقل اور نہ پایدار اصول پر ہوتا ہے۔ کہ اُسکی مثال سوائے اسکے اور کوئی کر نہیں سکتا۔ وہ کسی کام کو بلا وجہ نہیں کرتا اگرچہ کرنے کی طاقت رکہتا ہے۔ وہ کسی کام کے کرنے سے پہلے اُسکے اسباب مہیا کرتا ہے۔ آگے اُن اسباب کے بہی اور سبب ہوتے ہین۔ اور پھر سبب کا مسبب الاسباب وہ خداوند عزّ وجل خود ہوتا ہے ؛

—— آریہ سماج کے ممبر اب اپنی غلطیوں پر خود ہی مطلع ہونے لگے ہین۔ چنانچہ اُنکے ایک اخبار مشکاری نے جو کہ امرتسر سے شائع ہوتا ہے۔ ۱۵؍ اگست ۱۹۰۴ء کے پرچہ مین ایک مضمون ایک صاحب سیتا رام صاحب ساکن انارکلی لاہور کیطرف سے شائع کیا ہے۔ جس مین وہ ظاہر کرتے ہین۔ کہ آریہ صاحبان کی اندرونی حالت نہایت ردی ہے۔ وہ لکہتے ہین۔ "آریہ سماج کا جو ممبر دوسرون پر نکتہ چینی کرتے ہین۔ ہوشیار۔ مذہبی مسائل پر بحث کرنے میں طاق اور لکچر اور اپدیش دینے مین ماہر ہے۔ وہ فی زمانہ آریہ سماج کا برگزیدہ ممبر سمجہا جاتا ہے باوجودیکہ اس کے اچار۔ بیوہار۔ خواہ اس کے اپنے کتھن کے بالکل برخلاف ہی کیون نہ ہو۔ اور اُس کی عملی زندگی خواہ کسقدر ہی قابل نفرت کیون نہ پائی جاوے اور اگر کہیں مذکورہ بالا ممبر سندھیا اور ہون بھی کرتا ہو۔ تو بس پھر خدا ہی حافظ۔ وہ تمام دیگر ممبران کو جو خواہ اچار بیوہار مین اس سے ہزار درجہ اچھے کیون نہ ہون۔ محض سندھیا ہون کرنے کی وجہ سے گردن زدنی سمجہتا ہے۔ اور اپنے آپ کو محض سندھیا ہون کرنے کی وجہ سے چال چلن مین خواہ پرلے درجہ کا جہوٹا فریبی پرتگیا ہانی کرنے والا وغیرہ وغیرہ ہبی کیون نہ ہو۔ دیوتا سمجہتا اور ظاہر کرتا ہے۔"

پہر اس کے آگے چلکر راقم مضمون نے آریہ پتر کے حوالہ سے گوہر فشانی کی ہے۔

ہم ایسی بات کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں جسکو ہندو بہائی ملنے اور ہمارا ساتہ دینے کو تیار نہ ہون۔ ہم ایک جنم کے مسلمان کی شدہی کرکے دیگر ہزارون مفید کامون کو بگاڑنا نہیں چاہتے۔ اور ہم ایسے مورکہہ نہیں۔ کہ جنم کی ذات پات کی قید کو بلا رضامندی ہندون کے اسی وقت توڑکر ایک علیحدہ فرقہ بن جائیں۔ غرضیکہ ہندو کمیونٹی کے رو کے ساتہ ہی آریہ سماج کو چلنے مین خیریت ہے ورنہ خیریت نہین۔

تاہم ہمارے نزدیک بہت ہی غنیمت ہوگا۔ اگر وہ اب بہی گندہ دہانی اور فحش کلامی اور مذاہب کے بزرگان دین کی توہین کا پیشہ ترک کردین۔

تفسیر القرآن کی نسبت بعض احباب کی رائے صفحہ پر درج ہے

اسکی نسبت میری یہ رائے ہے۔ کہ مصنف تفسیر کو چاہئے جیسے کہ صاحب مراسلہ نے بہی تجویز کیا ہے۔ کہ جسقدر اغلاط ظاہری اور معنوی تفسیر مین رہ گئی ہین۔ اُنکی تصحیح الگ شائع کرکے ان احباب کیخدمت میں جنہون نے اسے آجتک خریدا ہے۔ بذریعہ اشتہار کے مفت پونچائی جاوے۔ اور آیندہ بطور ضمیمہ کے تفسیر کے ساتہ اسکی جزو قرار دی جاوے اس مراسلہ کے پونچنے سے پیشتر ہی اُسکی غلطیون پر آگاہ ہوکر مینے اسی قسم کے مضمون کا ایک خط مصنف کو لکہا تہا۔ لیکن نہ معلوم کہ کن وجوہات پر انہون نے جواب دینا پسند نکیا۔ اس مراسلہ کی رسید پر بہی میں اسکی اشاعت کی نسبت بہت پس و پیش مین تہا۔ بلکہ مین نے اسکی اطلاع بہی مصنف کو دی۔ لیکن ایک معقول انتظار کے بعد جب صدا برنخاست کا معاملہ ہوا۔ اور صاحب اسلرائے اصحاب نے مناسب جانا کہ احمدی بہائی کو اغلاط سے مطلع کردیا جاوے۔ اسلئے اس مراسلہ کی اشاعت ضروری سمجہی گئی۔

قرآن کریم کے ترجمہ کیضرورت تو واقعی ہے اور جب ضرورت واقعی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کوئی سامان بہی اُس کا کردیگا۔

طلبگار بابیہ صبور دحول